قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زھوقا

امروھوی کے شمس کاسفہ

کا

دائمی کسوف

از تالیف

جناب مولوی عبد الصمد صاحب سندوروی سیاح

حال وارد پنجاب

کشمیری پریس لاہور میں چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد

سکان دیار اہل اسلام پر واضح ہے کہ حضرت پیر مہر علیشاہ صاحب رشد اللہ موجبات رضائہ نے بمقابل لاف زنی مرزا غلام احمد قادیانی و نہایت عدیم المثل ہونے اپنے کے خدا شناسی و تفسیر دانی میں جو اتا اور خوش لہجہ بشدت بڑے دعوے تو نرے گئے کلمہ طیبہ کا معنی اظہر کی سہ پانی کتاب شمس الہدایت کے ابتدا میں استفسار فرمایا تھا جس کے جواب پر قادیانی صاحب باوجودیکہ تعداد ہزاروں معتقد [illegible] معتقدین کے قادر نہ ہو سکا۔ اور مولوی نورالدین صاحب نے بھی جواب سوالات عشرہ غلام حیدر رہنما صاحب چکوالی کے ساتھ الحکم میں جواب نہ لکھنے کا عذر مغلوب ہو جانے کا خوف ظاہر کیا۔ بعینہا عبارت اُن کی یہ ہے (ایسے رسایل کے جواب لکھنے میں عالم بھی مغلوب ہو جاتا ہے) بعد اس کے بڑی منت وزاری سے امروہی صاحب کو پیشگی روپیہ دیکر جواب نویسی پر آمادہ کیا۔ سچ ہے ع بدر زرد و طمع دیدہ ہوشمند۔ یہاں پر امروہی عبدالرحیم کے جہالات مرکبہ کے ظاہر کرنے سے پیشتر پبلک کو اس طرف غور دلائی جاتی ہے کہ کامل سال کے عرصہ میں قادیانی کا جواب پر قادر نہ ہونا کیا اُس کی لاف زنی مندرجہ ایام الصلح صفحہ ۱۳۲۔ "ایں وقت زیر سقف نیلگون ہیچ متنفس قدرت ندارد۔ لاف برابری با من زند من آشکارا میگویم وہرگز باک ندارم۔ اے اہالی اسلام درمیان شما جماعتے می باشند کہ گردن بدعوے محدثیت و مفسریت برمی فرازند وطائفہ اند کہ از نازش ادب پا برزمین نمیگذارند وگروہے اند کہ دم بلند از خداشناسی زنند وخود را چشتی و قادری و نقشبندی و سہروردی و چہا چہا گویند ایں جملہ طوائف را نزد من بیارید" کو خاک میں نہیں ملا دیا۔ اور ظاہر ہے کہ ممتحن کو کلمہ طیبہ میں استفسار کرنے کی غرض صرف اتنی ہی تھی جو پبلک پر ظاہر ہو چکی۔ اور قد

تبین الرشد من الغی کا ظہور ہوگیا۔ ورنہ اُن کے ادنےٰ شاگرد بھی ایسے سوالات و جوابات سے
بخوبی اطلاع رکھتے ہیں۔ چنانچہ یہ عاجز بھی ایک عرصہ میں برفاقت قدوۃ المحققین جناب
مولوی میر عبداللہ صاحب و مولوی ولی احمد صاحب اس خدمت سے مشرف ہوا تھا۔ اب ہم
تحریر عبدالدائم امروہی کی صرف عبارت متعلقہ جواب کو بعینہا [illegible] مطابق اصل کے اس
کو بغیر نقل کر کے اُس کی قلعی کھولتے ہیں اور محققین عصر و مدققین دہر سے مثل جناب مولوی
محمد اشرف صاحب پروفیسر لاہور کالج و جناب مولوی محمد حسن جیؔ المعروف بہ فیضی و جناب مولوی
غلام احمد صاحب مدرس اول مدرسہ نعمانیہ و فضلاء نامور سے منصفانہ رائے چاہتے ہیں۔ کیا
عبدالدائم کی تحریر واقعی جواب ہے یا مہمل مرکب اور فقط اردو خوانوں کو چند آیات کی تفسیر
تصنیف پر خوش کرکے روپیہ کا ہضم کرنا معلوم ہو کہ جس شق کو امروہی نے لیکر
جواب دیا ہے اُس کا حاصل تو یہ تھا کہ اگر الٰہ سے لا الٰہ الا اللہ میں مراد واجب الوجود لذاتہٖ ہے
تو برہان استثنائی میں ترتب لفسدتا کا مقدم یعنی تعدد وجبا پر صحیح نہیں ہو سکتا
بلکہ بجائے لفسدتا کے لما کانتا یا لما وجدتا چاہئے تھا کیونکہ قدم چونکہ وجوب کا لازم
ہے تو وجبا بر تقدیر تعدد سب کے سب قدیم ہی ہونگے اور مراد [illegible] مراد اُنکے
وجود عالم کا متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہر ایک واجب مانع ہے نفوذ ارادہ دوسرے
سے تو پھر فساد کہاں۔ اور نیز بزعم مخاطبین یعنی مشرکین عرب کا شرک فی العبادۃ تھا
نہ شرک فی الوجوب جیسا قولہ تعالےٰ ولئن سألتهم من خلق السموات والارض لیقولن
الله باقی شقوق اعتراض چونکہ مجیب نے لئے نہیں اسلئے ہم بھی اُن کی تشریح نہیں
کرتے ۔ امروہی کی عبارت متعلقہ جواب یہ ہے ۔

واضح ولائح ہو کہ محاورہ قرآن مجید میں بلحاظ تخصیص عقلی اور شرعی کے لفظ الٰہ سے مراد
وہ معبود حقیقی ہے جو واجب الوجود لذاتہٖ ہے۔ صفحہ ۲۳ سطر ۸-۹-۱۰- بعد اس کے نفی
تعداد اور انحصار واجب الوجود فی فرد واحد پر دلائل عقلیہ و نقلیہ لکھ کر فرماتے ہیں پس
معنی کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ کے واضح اور صاف ہیں یعنی نہیں کوئی معبود حقیقی موجود سوا

ف ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ مضمون شمس الہدایہ کے مصنف رضا کی کتاب تحقیق الحق سے چرایا ہوا ہے جس مخلص کا ذکر امروہی
نے دیباچہ کتاب میں لکھا ہے اُسی مخلص نے وہ کتاب اُس کو قادیان میں پہنچائی تھی باوجود اس کے پھر
بھی جواب بر قدرت نہ پائی۔

حرف درویشاں بدزدد مرد دون تا بخواند بر سلیمے از فسوں۔ منہ

اللہ کے پس اسمیں کذب کہاں ہے بلکہ معترض خود محض کاذب ہے اور آیت لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا بھی تعدد الٰہ کے بطلان کے لئے برہان قطعی ہے جس کو دوسرے مقام پر خود جناب باریتعالےٰ نے مفصل طور پر بیان فرمایا ہے کما قال اللہ تعالیٰ ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الٰہ اذا لذہب کل الٰہ بما خلق ولعلی بعضہم علی بعض سبحٰن اللہ عما یصفون حاصل اس استدلال کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ولد متصور نہیں ہو سکتا کیونکہ ولد کے لئے ضروری ہے کہ اپنے والد کے اخص صفات میں مثلاً جیسا کہ یہاں پر وجوب الوجود سے مشارک ہو ورنہ وہ ولد کیا ہوا لیکن ولد میں صفت وجوب الوجود ہرگز ممکن نہیں ہو سکتی کیونکہ ولد تو والد سے موخر ہوتا ہے۔ فاین وجوب الوجود۔ اور نہ کوئی دوسرا الٰہ وجوب وجود میں اُس کے ساتھ معیت رکھتا ہے کیونکہ اُس صورت میں ہم دریافت کرتے ہیں کہ اُن دونوں الٰہ کا تمہارے نزدیک متخالف بالذات ہونا واجب ہے یا نہیں بشق ثانی دونو الٰہ بالضرور کسی ذاتی میں مشترک ہوں گے اور دوسری ذاتی میں متخالف ہونگے پس ترکیب لازم آئی۔ اور بصورت دونو کی احتیاج اپنے اجزاء ذاتیہ کی طرف لازم آویگی۔ وھو منافٍ لوجوب الوجود۔ اور بشق اول متخالفان بالذات کے افعال کا متخالف ہونا بھی ضروری ہوگا۔ اور اُس کا اقل درجہ یہ ہے کہ عالم کا فساد لازم آویگا۔ اور نظام و ارتباط باہمی عالم کا بالضرور بگڑ جاویگا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں اور عالمان علوم طبعیات بخوبی جانتے ہیں کہ ہر ایک اشیاء عالم کا ارتباط دوسرے اشیاء عالم کے ساتھ منضبط ہے اور تمام اشیاء عالم باہم منتظم و مرتبط ہیں پس انتفاء تالی مستلزم ہے انتفاء مقدم کو وہو المطلوب اور یہی حاصل مطلب ہے آیت وما کان معہ من الٰہ اذا لذہب کل الٰہ بما خلق کا۔ اور دوسری دلیل ابطال تعدد الٰہ کی یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ ایک الٰہ دوسرے الٰہ پر علو کامل چاہیگا اذ الالٰہ من لہ غایۃ الکمال ولا یکون علوا لا لمیۃ الا بالعلو الکامل اور دوسرا الٰہ اسی طرح پر علو کامل من کل الوجوہ کا مقتضی ہوگا لیکن ہر ایک الٰہ کا علو کامل دوسرے الٰہ پر محال ہے اور یہی معنی ہیں ولعلی بعضہم علی بعض کے پس اُس کی طرف نسبت ولد اور شریک کے ہرگز جائز نہیں۔ اور اُس کی ذات پاک ہے ان دونو بہتانوں سے اور یہی معنی ہیں سبحٰن اللہ عما یصفون کے۔

فبطل التعدد وثبت التوحید بناء علیہ اگر ارادہ استحقاق للعبادۃ کا حقیقی طور پر جو مساوق للوجوب ہے عنوان موضوعی یا محمولی سے لیا جاوے تو مستلزم لفسدتا کو ضرور ہوگا۔

کما مر استدلالہ تفصیلاً انتہی صفحہ ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ - محرر سطور عفا عنہ ربہ الغفور اہل علم کی خدمت میں ملتمس ہے کہ یہ تحریر دو ورق اُس چھوٹے جیسے ٹکڑے سوال کا جواب ہے جو پہلے ہدیہ ناظرین کیا گیا ہے۔ یا صرف شرح آیات۔ برائے خدا کوئی اُس جاہل مرکب سے پوچھے کہ کب مجھے مرزا صاحب نے زر نقد جماعت کے چندہ کی اسلئے عطا فرمائی تھی کہ فقط چند آیات قرآنیہ کی تفسیر لکھ دیجئے وہ بھی تفسیر کبیر وغیرہ کے دلایل محررہ کا ترجمہ اپنے نام سے منسوب کیا ہوا ہو - ہرگز نہیں بلکہ اُنہوں نے تو مزید براں عطیہ منتیں اور زاریں کرکے اپنی جان کو جولا کے شکنجہ میں جکڑی ہوئی بھی خلاص کرنا چاہا تھا - سچ کہا ہو کسی نے

ز دریائے شہادت چوں نہنگ لا برآرد سر — تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش

اُدھر تو وہ بچارہ جکڑا ہوا اَلْاَنْصَارِیْ پکار کر چلا رہا ہے اور اِدھر مولوی نورالدین صاحب مغلوبیت کے خوف سے خاموشوں کے شہر میں جا بسے مگر وہ بنا بریں صداقت قابل آفرین ہیں ہاں اتنا ہی قصور ہے کہ مرزا جیو کے بُرے دن میں جاں نثار نہ ثابت ہوئے بخلاف عبداللہ راہم امروہی کی کہ زرنقد بھولی بھالی اور حیا کے پتلہ والی جماعت کی لے کر اِذْ تَبَرَّءَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا کا مصداق بنا۔

علماء عصر پر عبارت مذکورہ امروہی سے ظاہر ہو گیا ہوگا کہ امروہی نے جہل مرکب کا پورا ثبوت دیا گر اُس کی چالاکی قابل آفرین ہے کہ اپنی جہالت پر پردہ ڈالنے کے لئے صفحہ ۳۰ میں لکھ دیا کہ روشن خاطر عاطر ناظرین ہو کہ ہم نے اس جواب میں مولف کا ایسا تعاقب کیا ہے کہ جدھر کو مولف گیا ہے۔ اُدھر ہی کو ہم بھی اُس کے ساتھ ساتھ گئے ہیں الخ حاشیہ صفحہ ۲۶ - میں کہتا ہوں ہاں بیشک یہ کہنا آپ کا بجا اور سچ ہے۔ نا فہم طالب علم کا یہی وتیرہ ہوتا ہے کہ معلم کے پیچھے طوطی کی طرح صرف الفاظ بعینہا کہتا چلا جاتا ہے - گویا مجیب نے صاف صاف سچ کہدیا کہ میں شمس الہدایت کے اس مقام میں بڑا مخفش ہوں - اور جسکے بعد اسکے صفحہ ۲۷ سطر ۴ پر لکھتے ہیں کہ دلیل مولف پر ضروری ہے کہ صفات احدیت و صمدیت مسئلہ محولہ خود یعنی استیلاء صفاتی بعضہا علی بعض کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے اول ثابت کرے کہ صفات احدیت و صمدیت میں استیلاء بعضہا علی بعض ہے۔ تب ہم بھی اس مسئلہ استیلاء صفاتی بعضہا علی بعض پر گفتگو کرینگے انتہی - میں کہتا ہوں یہ چالاکی بھی قابل آفرین ہے ناک میں سانس بھی ہو اور پھر عجز و ناتوانی کا اقرار کیا معنی رکھتا ہے - آخری دم میں سکندر کا مقابل دارا بادشاہ اُس کے ران پر سر رکھے ہوئے کہتا تھا ع مجنباں مرا تا بجنبد زمیں

پھر اسی صفحہ میں کو دن طالب علم کی طرح شمس الہدایۃ کی عبارت کو پڑھتے جاتے ہیں لکھتے ہیں کہ اور سلمنا کہ ازلیت امکان مستلزم ہے امکان ازلیت کو یا وہ وجوب میں لیکن ممکنہ عامہ موجبہ جزئیہ یعنی بعض الالہ موجود بالامکان العام جو نقیض ہے ضرور یہ سالبہ کلیہ کو یعنی لا الہ موجود بالضرورۃ اگر صادق ہے تو کیا اور کاذب ہے تو کیا اس کا صدق یا کذب کلمہ توحید سے ہم پر کیوں وارد کیا جاتا ہے ۱۲

میں کہتا ہوں قولہ اگر صادق ہے تو کیا اور کاذب ہے تو کیا صاف شہادت دے رہا ہے کہ مجیب نے اس عبارت کا مطلب نہیں سمجھا تب ہی عبارت مذکورہ شمس الہدایت کو بے ربط ٹھیرا یا ہے چونکہ یہ اوراق مصنف قدس سرہ کے ہم قدیم سے سبقاً پڑھتے ہیں لہذا ہم شہادت دیتے ہیں کہ مجیب عبد العلام اس سلسلے جواب میں بالکل اس بادلہ کہ تو مبرد ہی پر کستان کا مصداق ہو رہا ہے۔ ہم اس مقام کے سوال اور جواب شرح لکھنے کے اسی صورت میں مجاز ہیں کہ قادیانی صاحب مع اپنے معاونوں کے صریح لفظوں میں اپنی جہالت کا تفسیر والی سے اقرار کریں۔ اور یہ بھی ناظرین کو معلوم ہو کہ نہ تو یہ اعتراض لاحل تھا اور نہ شیخ اکبر وغیرہ علماء کرام کے جواب پر اعتراض اعتقاداً کیا گیا تھا بلکہ محض امتحاناً دشمن کا دعوے توڑنے کے لئے۔ الحمد للہ کہ ہر ایک کو معلوم ہو گیا کہ یہ شخص کلام کے معنی ظاہری علمی طور پر نہیں لکھ سکتا وہ تفسیر نویسی میں سرآمد ابنائے زمان کیسا ہو سکتا ہے۔ بعد اس کے اسی صفحہ ۱۹ میں لکھتے ہیں کہ اگر کلمہ توحید کو نجات کا لباس پہنانا کر مقصد ہے تو یوں کہتے کہ لا الہ غیر اللہ موجود بالضرورۃ کیونکہ یہاں پر حرف الا موجود ہے جو بمعنی غیر ہے اور الا کی صفت نحوی واقع ہوئی ہے ۱۲

میں کہتا ہوں علماء عصر کی خدمت میں التماس ہے کہ کیا الا بمعنی غیر لا الہ الا اللہ میں کہنا کیا جہالت نہیں ہے۔ کافیہ پڑھنے والا بھی کہہ سکتا ہے کہ الا بمعنی غیر ہرگز نہیں کیونکہ وہ مشروط ہیں بشرط اذا کانت تابعۃ لجمع منکور غیر محصور کما فی قولہ تعالی لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا اور یہ سوچنا کہ کلمات الاستثناء ہل وضعت لاحکام مخالفۃ لما قبلہا ثابتۃ لما بعدہا او للاخراج ما بعدھا وجعلہ فی حکم المسکوت عنہ والمشہور فی کتب الشافعیۃ لیس مبنیا علی ان رفع النسبۃ الایجابیۃ ھو السلبیۃ بل علی ان العدم اصل فی الاشیاء کما ان التحقیق لیس مناطہ ان المرکبات الاسنادیۃ عند الشافعیۃ موضوعۃ لما فی نفس الامر ولا واسطۃ بین الثبوت والانتفاء الواقعیین وعند الحنفیۃ موضوعۃ للامور الذھنیۃ فلا یلزم من نفی الحکم بالثبوت والانتفاء الحکم بہما تو مراحل دور کنار رہا۔

ناظرین پر واضح ہو کہ یہ سوال متعلق کلمہ طیبہ کا بمعہ جواب اس کے حضرت مصنف شمس الہدایت نے
تین سال پہلے اس کے مطبع مصطفائی لاہور میں جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ میں طبع کرا کر شائع کر
دیا تھا۔ اور یہ جواب اردو ہی کا اسی کی نقل ہے۔ مگر علمی لیاقت کا ماشاء اللہ مجیب عبد اللہ ہم
کو اتنا زور ہے کہ عرصہ سال کامل تک اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکا اور تاخیر جواب کا جس کو
بزعم خود جواب سمجھے بیٹھے ہیں عذر یہ لکھتے ہیں کہ ہم کو کتاب شمس الہدایت نہیں بھیجی گئی تعجب
آتا ہوں کہ مخدومی و معظمی جناب مولوی محمد غازی صاحب نے عید رمضان سال گذشتہ سے
آٹھ دن پہلے سب سے اول مرزا صاحب کو ڈاک میں روانہ کی تھی۔ چنانچہ بعض مریدین مرزا صاحب
نے جو بروقت پہنچنے کتاب کے مرزا صاحب موصوف کی مجلس میں حاضر تھے۔ بعد عید کے ہمارے
پاس آکر اس کا ذکر کیا۔ اس کو بھی جانے دیجئے مولوی نور الدین صاحب کا خط مطبوعہ الحکم شاہد
کافی ہے۔ آج بتاریخ ۲۹ رمضان اسی قدر لکھ کر ناظرین سے مہلت چاہتا ہوں کہ بر سر راہ بعد
بعد اقامت انشاء اللہ تعالی مجیب کے جہالت کا تار و پود اکھاڑ کر پبلک کے سامنے رکھ دیا
ابھی ضلع گجرات میں سفر کی حالت میں مجیب کا اتنا ہی جواب دیکھنے کا موقع ملا۔ ہاں بل رفعہ اللہ
کے متعلق بھی اس کی تحریر دیکھنے میں آئی جس میں حسب قواعد فائدہ جلیلہ بزعم خود رفع روحانی
کو ثابت کرنا چاہا ہے مگر ہنوز دلی دور است۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ مابعد بل رفع جو کہ یہ اعزاز و
تکریم ہے اس میں اور ماقبل بل یعنی قتل صلیبی میں جو بحکم توریت مستلزم لعن ہے تنافی اور
تضاد ہی کیونکہ ملعون معزز عند اللہ نہیں ہوتا یہی خلاصہ اس کے جواب کا اس مقام میں ہے
میں کہتا ہوں پبلک کی خدمت میں صرف اتنا ہی التماس ہے کہ ذرا ان حضرات سے یہ دریافت
فرماویں کہ کہاں ہے توراۃ کا حکم کہ جو کوئی بذریعہ صلیب قتل کیا جائے وہ ملعون عند اللہ ہے
خواہ بیگناہ ہی ہو۔ کیا مقتول بغیر الحق خواہ پتھر سے ہو یا تیر سے یا تلوار یا صلیب وغیرہ اسباب
قتل سے۔ شہدا میں بموجب احکام توراۃ و قرآن مجید کے داخل نہیں۔ کوئی مومن بکتب
سماویہ اس کا انکار کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ مرزا جیو کو بمعہ چیلوں چانٹوں ایسے کے آیت
توراۃ کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ صرف ۲۳ آیت (کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے
خدا کا ملعون ہے) کے ظاہر پر نظر ہے۔ اگر ۲۲-۲۳ آیت کو پڑھ کر تدبر فرماویں تو صاف
معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم ہر ایک مصلوب کے لئے نہیں بلکہ خاص وہ شخص جو کبھی جرم کی سزا میں پھانسی
دیا گیا ہو۔ بائیسویں آیت یہ ہے (اور اگر کسی نے کچھ ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا قتل واجب ہو
اور وہ مارا جائے اور تو اسے درخت میں لٹکا دے۔ ۲۳ تو اس کی لاش رات بھر درخت پر لٹکی

ہے بلکہ تو اُسی دن اُسے گاڑ دے کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے ۱۲
ظاہر ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فی الواقع غیر مجرم تھے تو بنا بر واقع قبل بل یعنی قتل عمداً بعد اُس کے یعنی رفع اعزاز میں تنافی اور تضاد کہاں ہوا بلکہ مقتول غیر مجرم معزز عند اللہ ہوا اور اگر مسیح کو مجرم بزعم یہود خیال کرکے تنافی پیدا کی جائے تو یہ کلام تصریح یعنی وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ یہود کا مقولہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اُن کی تکذیب میں وما قتلوہ الخ فرماتا ہے۔ پس چاہیے کہ بحسب علم الٰہی مسیح مجرم ہو والعیاذ باللہ یہود کا مقولہ کلام تصریح مشتمل بر کلمۂ بل نہیں ہے بلکہ وہ یہ ہے انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ۔

اور نیز اگر مسیح کا مجرم ہونا حسب زعم یہود کے خیال کرکے تضاد وتنافی مانی جاوے تو تردید اُن کی ماقتلوہ یقینا الخ کے ساتھ مناسب نہیں بلکہ اُس تقدیر پر تردید میں زیادت یوں ہونی چاہیے تھی وما کان المسیح لعصمتہ ملعونا بحکم التوراۃ و لو کان مقتولا کما تزعمون فاتوا بہا واتلوہا ان کنتم صادقین وما قتلوہ الخ ورنہ یہود کا یہ دعویٰ کا نکالنے سے یہ تردید یعنی وما قتلوہ الخ قاصر ہے۔ تفصیل اسکی دوسری کاپی میں جو بعد اقامت کے متعلق سائر مضامین مجیب کے لکھی جاویگی ملاحظہ فرمالیویں۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

آئندہ بھی ہم عبد الوراہم کے مضامین کو حذف کرکے صرف عبارت متعلقہ مضمون علمی کو نقل کرینگے۔ اللّٰھم صل وسلم علیٰ سیدنا محمدنا المصطفیٰ وآلہ وعترتہ اہل التقی والنقی

الراقم

عبد الصمد السندوری سیاح

حال وارد پنجاب